جلد ۲۹ | ۲۲ ماہ صلح ۱۳۲۰ ہش | ۲۳ ذوالحجہ ۱۳۵۹ھ | ۲۲ جنوری ۱۹۴۱ء | نمبر ۱۷

مسلمان طلباء کو نماز پڑھنے کی چھٹی

حکومت بنگال سرکاری دفاتر کو نماز جمعہ کے لئے چھٹی دینے کے احکام پہلے نافذ کر چکی ہے۔ حال میں اس نے کالجوں اور سکولوں کے لئے سرکلر جاری کیا ہے کہ وُہ مسلمان طلباء کو جمعہ کی نماز کے لئے چھٹی دیا کریں۔ اور ہر روز آدھ گھنٹہ کے لئے پڑھائی ملتوی کیا کریں۔ تا کہ مسلمان طلباء ظہر کی نماز ادا کر سکیں۔

چونکہ نماز ایک ایسا اہم اور ضروری فریضہ ہے۔ جو کسی حالت میں بھی ترک نہیں کیا جاسکتا۔ اور بغیر کسی معقول عذر کے اس کا مقررہ وقت پر باجماعت ادا کرنا لازمی ہے اس لئے اوقاتِ سکول کے دوران میں جس نماز کا وقت آئے۔ اسے ادا کرنے کے لئے مسلمان طلباء کو چھٹی دینا نہایت ضروری ہے جماعت احمدیہ کے مرکزی اور بیرونی تمام سکولوں میں یہی طریق رائج ہے۔ حکومت پنجاب کو بھی اس بارے میں مسلمان طلباء کے لئے پوری سہولت مہیا کرنی چاہیئے۔ اور نہ صرف نماز کی ادائیگی کے لئے مسلمان طلباء کو چھٹی دینے کا حکم جاری کرنا چاہیئے بلکہ مسلمان اساتذہ کا فرض قرار دینا چاہیئے۔ کہ اپنی زیر نگرانی اور زیر انتظام لڑکوں کو نماز پڑھنے کے لئے لے جائیں۔ اور ضروری ارکان کے ساتھ نماز پڑھنا سکھائیں۔ کیونکہ بچوں کے متعلق اسلام نے یہ بات بھی ضروری قرار دی ہے کہ ان کے نگران انہیں نماز پڑھانے کا خیال رکھیں۔

سکھوں سے مسلمانوں کا سلوک

مسلم سکھ اتحاد کی اہمیت کے متعلق گیانی کرتار سنگھ صاحب۔ ایم۔ ایل۔ اے سکرٹری شرومنی گوردوارہ پربندھک کمیٹی نے جن قابل قدر خیالات کا اظہار کیا ہے۔ ان کا ذکر ایک گزشتہ پرچہ میں کیا جاچکا ہے۔ اب معاصر "شیر پنجاب" (۱۹ جنوری) کے الفاظ میں یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ سکھوں کو مسلمانوں سے فوائد حاصل ہونے کے مقابلہ میں ہندوؤں سے کیا خطرات درپیش ہیں۔ چنانچہ یہ لکھا ہے:-

"مسلمانوں کی طرف سے ہرگز یہ کوشش نہیں ہو رہی۔ کہ سکھ اپنے آپ کو مسلمان لکھائیں۔ مسلمانوں کی طرف سے ہرگز یہ کوشش نہیں ہو رہی۔ کہ سکھ اچھوت اپنے آپ کو سکھ نہیں۔ بلکہ مسلمان لکھائیں۔ مسلمانوں نے کبھی اپنے آپ کو سکھ کہکر سرکاری ملازمتوں میں سکھوں کا حصہ اڑانے کی کوشش نہیں کی۔ نہ مسلمان یہ چاہتے ہیں کہ سکھ جداگانہ نیابت سے دست بردار ہو جائیں۔ لیکن ہمارے ہندو دوستوں کی طرف سے یہ کوششیں ہو رہی ہیں۔ اور ہوتی رہیں گی۔ ایک دفعہ کسی بھی مصلحت یا پالسی کی بناء پر ہم ان کوششوں کے سامنے جھک گئے تو ہمارا نشان بھی صفحۂ ہستی پر نہ ملے گا۔"

یہ نتیجہ کسی فوری جذبہ کے ماتحت اخذ نہیں کیا گیا۔ بلکہ سالہا سال کے تجربہ اور پیش آمدہ حالات اور واقعات کی بناء پر کیا گیا ہے۔ اور یہ بھی اس بات کا ایک اور ثبوت ہے۔ کہ سکھوں کے مفادات خواہ وُہ سیاسی ہوں۔ یا مجلسی مسلم سکھ اتحاد کے ہی متقاضی ہیں۔ پس ذمہ دار سکھ اور مسلمان اصحاب کو اس طرف خاص توجہ کرنی چاہیئے۔ اور آپس کے تعلقات کو زیادہ سے زیادہ استوار بنانا چاہیئے۔

احرار نے اپنے ہاتھوں مجلس احرار کی خاک اڑا دی

لیڈرانِ احرار کی باہمی کشمکش کا کسی قدر ذکر ایک گزشتہ پرچہ میں کیا جاچکا ہے جس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو طرح طرح سے لوٹنے والے یہ لیڈر اب آپس میں کس طرح دست وگریبان ہو رہے ہیں۔ اور مجلس احرار کی کیونکر خاک اڑا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں چودھری افضل حق کا تازہ بیان پیش کیا جاتا ہے۔ جو کسی وقت اپنے آپ کو مجلس احرار کے ڈکٹیٹر یعنی مختارِ کل سمجھتے تھے۔ مگر آج یہ حالت ہے۔ کہ کوئی ان کو پوچھتا بھی نہیں۔ چنانچہ وہ اپنے بیان میں لکھتے ہیں:۔

"سوا سال جیل میں رہ کر ابھی باہر آیا ہوں مجھے قطعی علم نہیں۔ کہ باہر سال بھر سے کیا بحث ہو رہی ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں۔ کہ کسی دوست نے بذریعہ خط بھی مجھے اطلاع نہیں دی۔ کہ باہر کچھ گڑبڑ ہے۔ مولانا مظہر علی کے منہ سے یہ کلمہ سنا۔ کہ آپ باہر جا کر دیکھ لیں گے۔ کہ دوستوں کی توجہ اس مجلس سے ہٹتی جا رہی ہے۔"

جیل سے باہر آنے پر کیا ہوا۔ بالفاظ چودھری افضل حق یہ کہ "مجھ سے کسی دوست نے ذکر تک نہیں کیا۔ کہ فلاں فریق باہم مجلس سے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں۔ کوئی دوست اپنے حافظہ پر زور دے کر بھی نہ کہیگا۔ کہ ہاں میں نے ذکر کیا تھا۔ مجھے ان تمام کارکنوں سے شکوہ ہے۔ جو مجلس احرار کے کرتا دھرتا ہیں اگر میری اسیری کے بعد کوئی ایسی صورت پیدا ہوگئی تھی۔ تو مجھ سے ذکر تو کرتے۔ افسوس ہے۔ شاہ صاحب مولانا غلام غوث صاحبزادہ صاحب ماسٹر تاج الدین صاحب۔ سردار شفیع محمود علیگیان

مدینۃ المسیح

قادیان ۲۰ جنوری ۱۹۴۱ء۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق دس بجے شب کی ڈاکٹری اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی کھانسی میں تو تخفیف ہے مگر شام کو ضعف زیادہ ہوگیا۔ احباب حضور کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو نزلہ اور پیٹ درد کی تکلیف ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

حرم اول حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور حرم ثانی حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اور سید اعجاز احمد صاحب آج گوجرانوالہ۔ گجرات۔ جہلم اور شاہ پور کے تبلیغی دورہ پر تشریف لے گئے۔

مولوی ابوالعطاء اللہ دتا صاحب۔ مولوی محمد سلیم صاحب۔ شیخ عبدالقادر صاحب اور مولوی محمد احمد صاحب تبلیغ کے لئے باہر بھیجے گئے ہیں۔

مرزا مہتاب بیگ صاحب نے اپنے جس لڑکے کی شادی پر دعوت ولیمہ دی۔ اُس کا نام مرزا عبدالرحمٰن صاحب مولوی فاضل ہے۔

خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کی روزافزوں ترقی

مندرجہ ذیل اصحاب حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر ۱۳ تا ۱۶ اصلح ۱۳۲۰ ہش بیعت کر کے داخل احمدیت ہوئے۔

۵۹۴	محمد رمضان صاحب گورداسپور	۶۰۶	سردار احمد صاحب گورداسپور	۶۱۸	محمد محی الدین صاحب ندیا جنگل
۵۹۵	منشی صاحب ”	۶۰۷	محمد حنیف صاحب لاہور	۶۱۹	جسیم الدین صاحب ”
۵۹۶	محمد حسین صاحب ”	۶۰۸	محمد عبداللہ صاحب ”	۶۲۰	عطا محمد صاحب لائلپور
۵۹۷	عمر الدین صاحب ”	۶۰۹	جنت بی بی صاحبہ ”	۶۲۱	شفیع الدین خان صاحب کٹک
۵۹۸	محمد مختار صاحب ”	۶۱۰	فاطمہ بی بی صاحبہ سیالکوٹ	۶۲۲	خورشید بیگم صاحبہ لائلپور
۵۹۹	بشیر احمد صاحب ”	۶۱۱	محمد علی صاحب ”	۶۲۳	حاکم بی بی صاحبہ ”
۶۰۰	سردار احمد صاحب ”	۶۱۲	عبدالعزیز صاحب ”	۶۲۴	محمد اعظم صاحب ”
۶۰۱	میر احمد صاحب ”	۶۱۳	مسماۃ گابی صاحبہ ”	۶۲۵	فضل الٰہی صاحب پشاور
۶۰۲	منظور احمد صاحب ”	۶۱۴	مراد بخش صاحب ”	۶۲۶	بانو بیگم صاحبہ ہوشیارپور
۶۰۳	غفور احمد صاحب ”	۶۱۵	کوڑا صاحب ”	۶۲۷	عبدالرحمٰن صاحب لائلپور
۶۰۴	مختار بی بی صاحبہ ”	۶۱۶	عائشہ صاحبہ کولمبو	۶۲۸	شہزادی بیگم صاحبہ پونچھ
۶۰۵	سرداراں بی بی صاحبہ ”	۶۱۷	زینب صاحبہ کولمبو	۶۲۹	آغا بی بی صاحبہ ”

مسجد احمدیہ نائیجریا کیلئے چندہ کی اپیل

اللہ تعالےٰ کے فضل سے نائیجیریا (مغربی افریقہ) میں باقاعدہ احمدیہ مشن قائم ہے۔ اور اب اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی جارہی ہے۔ کہ اس جگہ اپنی مسجد اور اپنا سکول ہو۔ اس کی اہمیت کے مدنظر مبلغ سلسلہ کی رپورٹ پر حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہوسکے نائیجیریا میں مسجد اور سکول تعمیر کیا جائے۔ اخراجات کا اندازہ ۵۰۰۰ روپیہ لگایا گیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ جماعت مقامی اس قدر استطاعت نہیں رکھتی۔ کہ اس رقم کو فراہم کرسکے۔ لہٰذا ضرورت ہے۔ کہ نائیجیریا کی مسجد اور سکول کی تعمیر کے لئے دوسرے ممالک کے احباب سے چندہ فراہم کیا جائے۔ چونکہ یہ رقم بہت بڑی نہ تھی۔ اس لئے اس تحریک کو چیدہ احباب تک محدود رکھا گیا تھا۔ چنانچہ ان سے اب تک ۹۰۰ روپیہ کے قریب فراہم ہوچکا ہے۔ مگر اس امر کے مدنظر کہ روپیہ کی بہت جلد ضرورت ہے۔ نیز یہ کہ اس تحریک میں جو چندہ ہوگا وہ صدقہ جاریہ ہوگا۔ جس کا ثواب دوستوں کو ہمیشہ ملتا رہے گا۔ مناسب خیال کیا گیا ہے۔ کہ بذریعہ اعلان کھلی دعوت دی جائے۔ تاکہ تمام احباب جماعت احمدیہ اس میں حصہ لے کر ثواب حاصل کرسکیں۔

یہ مسجد آئندہ کے لئے نائیجیریا کے علاقہ میں تبلیغی مرکز کا کام دے گی۔ اس سے احباب اس کی اہمیت کا اندازہ فرماسکتے ہیں۔ لہٰذا اس اعلان کے ذریعہ احباب سے درخواست کی جاتی ہے۔ کہ اس فنڈ میں بہت جلد جس قدر زیادہ سے زیادہ ممکن ہو حصہ لے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

روپیہ ارسال کرتے وقت کوپن پر "چندہ برائے مسجد نائیجیریا" تحریر کردیا جائے۔

ناظر بیت المال

قربانی کے بغیر اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہونا ناممکن ہے

ایک مخلص خدائے سلسلہ دوست جو سمجھتے ہیں۔ کہ قربانیاں اپنے اندر کیا عظمت رکھتی ہیں۔ اور خدا کی رضا اور اسکی محبت کے مقابلہ میں دنیاوی مال ومتاع کو ایک حقیر چیز سمجھتے ہیں۔ اور قربانیوں کو سستا سودا یقین کرتے ہیں۔ وہ گزشتہ سال کا وعدہ اپنے مخصوص حالات کے ماتحت ادا نہیں کرسکے تھے۔ اور ساتویں سال کا وعدہ بھی ابھی تک نہیں کیا تھا۔ وہ لکھتے ہیں۔

میرے قلب میں ایک جنگ ہے۔ ایک طرف تو وہ رعایتی اعلان ہے۔ کہ میں اس شرح سے چندہ دے سکتا ہوں۔ جو پہلے سالوں میں دیا۔ دوسری طرف یہ کہ میرا قدم آگے بڑھتا رہا ہے۔ اب پیچھے کیونکر ہٹاؤں۔ اب میں نے فیصلہ کرلیا ہے کہ مجھے قدم آگے بڑھانا چاہیئے اور ساتویں سال کے لئے چھ سو روپیہ دینا چاہتا ہوں۔ یہ میرا عزم اور ارادہ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے فضل ورحم کے ساتھ اس کے سامان فرمائے۔

وہ احباب جو ابھی تک ساتویں سال کا وعدہ نہیں کرسکے۔ وہ اب زیادہ کشمکش و پیچ میں نہ رہیں۔ کیونکہ آخری تاریخ ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء قریب آگئی ہے۔ وہ شخص جو گزشتہ سالوں میں حصہ لیتا رہا۔ اگر اس کو ساتویں سال میں شامل ہونے کی توفیق نہیں ملتی۔ تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ نے اس کی پہلی قربانیوں کو بھی قبول نہیں کیا۔ ورنہ اب اس سے سستی نہ سرزد ہوتی۔ سستی کے معنی یہ ہیں کہ پہلے عمل ضائع ہوچکے۔" پس احباب اپنی گزشتہ قربانیوں کو ضائع نہ کریں۔ اور سمجھ لیں۔ کہ کوئی شخص یہ خیال نہ کرے۔ کہ اسے تکلیف بھی نہ پہونچے۔ اور وہ خدا تعالےٰ کا مقرب ہوجائے یہ ناممکن ہے۔ قربانی کے بغیر اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل ہونا ناممکن ہے۔ پس ساتویں سال کی قربانی کا وعدہ ۳۱ جنوری ۱۹۴۱ء تک کر کے رضائے الٰہی حاصل کریں۔ اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

حکومت کی طرف سے اعزاز

یہ بات خوشی سے سنی جائے گی۔ کہ اس سال حکومت نے جناب مولوی عطاء الرحمٰن صاحب ایم۔ اے اسسٹنٹ ڈائرکٹر تعلیم آسام کو "خان بہادر" کا خطاب دیا ہے۔ اور ڈاکٹر سید رشید احمد صاحب سب اسسٹنٹ سرجن برٹش قونسلیٹ زابل سیستان۔ مشرقی ایران کو سیستان میں پبلک خدمات کے صلہ میں قیصر ہند میڈل سیکنڈ کلاس عطا کیا گیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ خدا تعالےٰ یہ اعزاز مبارک کرے۔

درخواست ہائے دعا

اخوند محمد اکبر صاحب قادیان اور انکی لڑکی بشریٰ ممتاز بیگم صاحبہ مظفر گڑھ میں بیمار ہیں۔ حاجی ممتاز علی صاحب کا لڑکا نور ہسپتال کئی روز سے شدید بیمار ہیں۔ صحت کے لئے دعا

"پیغام صلح" کی کھلی چٹھی کا جواب

مولوی محمد علی صاحب کو ثالث ماننے سے پیغامی مناظر کا انکار

"پیغام صلح" ۸ - جنوری ۱۹۴۱ء میں مولوی عمر الدین صاحب شملوی کی طرف سے "کھلی چٹھی بنام مولوی اللہ دتا صاحب قادیانی" شائع ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ گزشتہ موسم گرما میں کشمیر میں مولوی عمر الدین صاحب نے میرا ٹریکٹ "غیر مبائعین کے چھ اہم سوالات کے مفصل جوابات" پڑھ کر تبدیلیٔ تعریف نبوت کے موضوع پر یکصد روپیہ انعام کا چیلنج دے دیا۔ جسے میں نے فوراً منظور کر لیا۔ اور سب شرائط کا فیصلہ ہو گیا۔ ان شرائط کے آخر میں حسب ذیل نوٹ لکھا گیا:۔

"شرائط بالا دونوں فریقوں کو بالاتفاق منظور ہیں۔ چونکہ انعامی رقم کے لئے کسی ثالث کا تقرر ضروری ہے۔ اس لئے ثالث کی تعیین کا فیصلہ بعد ازاں ہو گا۔ ابو العطاء کی طرف سے اپنی چٹھی مورخہ ۹/۹/۴۰ میں یہ لکھا جا چکا ہے۔ کہ اس تحریری مباحثہ کا حلفیہ تحریری فیصلہ جناب مولوی محمد علی صاحب لکھیں۔ مگر چونکہ ابھی تک مولوی عمر الدین صاحب اس کا تصفیہ نہیں فرما سکے۔ لہذا اسے دوسرے وقت پر ڈالا جاتا ہے۔ اس فیصلہ کے بعد مناظرہ کے شروع ہونے کی تاریخ کا تقرر ہو گا" ۱۴/۹

اس معاہدہ پر مولوی عمر الدین صاحب اور خاکسار کے دستخط ہو گئے۔

آج تک اس سلسلہ میں جو خط و کتابت ہوئی۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ پیغامی مناظر کو انعام کے تصفیہ کے لئے مولوی محمد علی صاحب کو ثالث بنانا منظور نہیں۔ مولوی عمر الدین صاحب کی کھلی چٹھی ۶ دسمبر ۱۹۴۰ء کو مجھے ملی تھی۔ میں نے اسی روز اس کا جواب لکھ کر بذریعہ ڈاک بھیج دیا تھا۔ میرے اس جواب کو پڑھ کر ہر منصف مزاج صحیح نتیجہ اخذ کر سکتا ہے۔ اس لئے میں صرف اپنا جواب ۶ دسمبر درج کر دینا کافی سمجھتا ہوں۔ جو حسب ذیل ہے:۔

مکرم مولوی عمر الدین صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱)

میرے مکتوب مورخہ ۱۰/۱/۴۰ کے بعد آج تک آپ کی طرف سے مجھے تین خط اور ایک کھلی چٹھی موصول ہوئی۔ آپ کا ۱۸/۱۰/۴۰ کا خط مجھے سری نگر میں اس وقت ملا۔ جب میں دارالامان روانہ ہو رہا تھا۔ ۶/۱۱/۴۰ اور ۱۹/۱۱/۴۰ کے دونوں خط اکٹھے ۲/۱۲/۴۰ کو بذریعہ ڈاک مجھے پہونچے اور کھلی چٹھی ۶/۱۲/۴۰ آج ملی ہے۔ میری طرف سے تاخیر کی بڑی وجہ یہ تھی۔ کہ کشمیر سے واپسی پر میری مصروفیات اور سفروں کا پروگرام ایسا تھا۔ کہ مجھے آپ کے خطوط کو پڑھنے کا بھی آج ہی موقعہ ملا ہے۔ بہائیت کی تردید میں کتاب کی تکمیل وطباعت کے انتظامات ان آخری دنوں میں میری توجہ کو اپنی طرف کھینچے ہوئے ہیں اس لئے جلد جواب نہ دے سکنے میں معذور تھا۔

(۲)

مجھے آپ کے ہر سہ خطوط اور کھلی چٹھی کو پڑھ کر بے حد رنج ہوا۔ کیونکہ آپ نے ان طویل مراسلات میں بہت سی غیر متعلق باتوں کے علاوہ کئی جگہ خلاف واقعہ امور بھی درج کر دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر دو باتیں ذکر کرتا ہوں۔

اوّل۔ آپ نے اپنی کھلی چٹھی میں لکھا ہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کا ثالث ہونا منظور نہیں کیا۔ حالانکہ میرے مکتوب مورخہ ۳۰/۹/۴۰ میں صاف طور پر لکھا ہے:۔

"ہاں اگر آپ اپنی طرف سے بجائے جناب مولوی محمد علی صاحب کے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو انعام کے فیصلہ کے لئے ثالث مقرر کرنا چاہیں۔ کیونکہ آپ کے دعوے کے مطابق انعام آپ کی طرف سے ہے تو مجھے "حضور کا فیصلہ بہرحال مسلم ہے"!!

دوم۔ آپ نے اپنے مکتوب ۱۸/۱۰/۴۰ میں طویل بیان کے سلسلہ میں لکھا ہے:۔

"آپ کا ایک پرانی بات کو لے کر کفر و اسلام کے مسئلہ پر بحث سے بچنا صاف بتا رہا ہے۔ کہ اس مسئلہ پر جناب سیالکوٹی صاحب کو بحث کی طاقت ہی نہیں"!

گویا آج آپ کے خیال کے مطابق ہمارا یہ کہنا کہ موضوع مناظرہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کا مسئلہ ہو گا۔ اس کے ضمن میں کفر و اسلام۔ جنازہ وغیرہ جملہ باتوں کو بالتفصیل پیش کیا جا سکتا ہے۔ یہ بحث سے بچنا ہے۔ اور عدم طاقت کی دلیل ہے جناب مولوی صاحب! خدارا اسی سلسلہ میں اپنے ان الفاظ کو بھی بغور پڑھیں:۔

"آپ کفر و اسلام پر بحث سے انکار نہیں کرتے۔ بلکہ ضمناً اس بحث کی پوری گنجائش دیتے ہیں۔ پس اب معاملہ صرف اس قدر رہ گیا۔ کہ ہم مستقل مبحث مسئلہ کفر و اسلام کو قرار دیتے ہیں۔ آپ اسے ضمنی بحث رکھتے ہیں۔ فرق تو کچھ نہیں رہا" (مکتوب مورخہ ۲۵/۱۲/۴۰)

کیا آپ کا ضمیر مانتا ہے۔ کہ ان دونوں تحریروں کا لکھنے والا منصف مزاج ہے؟

(۳)

آپ نے تسلیم فرمایا ہے۔ کہ آپ انفرادی حیثیت میں یہ بحث کر رہے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"بے شک میں یہ بحث اپنی طرف سے ہی آپ کے ساتھ کروں گا۔ کیونکہ میں نے جماعت سے کوئی نہ اجازت حاصل کی ہے۔ نہ کرنے کی ضرورت ہے" (۱۸/۱۰/۴۰)

جناب من! جب یہ بحث ہی انفرادی ہے تو "قومی پرچوں" کی شرط، اور "دو جماعتوں میں فیصلہ" کے ادعاء کے کیا معنی ہیں؟ اور اس بناء پر جناب مولوی محمد علی صاحب کی ثالثی سے انکار کا کیا مطلب ہے؟

(۴)

آپ نے تحریر کیا ہے۔ کہ:۔

"آپ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت کا نام پیش کرتے ہیں۔ اور آپ نے پہلے ہی ان کا نام لے دیا۔ اور میں نے ہر بار ان کو حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ ان کا فیصلہ نہ قادیانی جماعت پر کچھ اثر ڈال سکتا ہے۔ اور نہ غیر احمدیوں پر۔ اس لئے آپ بار بار ان کا نام پیش نہ کریں" (۱۸/۱۰/۴۰)

اس عبارت سے ظاہر ہے۔ کہ انعام کے تصفیہ کے لئے حکم کے بارے میں آپ کی طرف سے ہر بار انکار رہا ہے۔ آپ نے اس کے لئے جناب مولوی محمد علی صاحب کو حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اور اپنے آخری خط یعنی کھلی چٹھی میں بھی اس انکار پر مصر ہیں اب بتلایئے۔ کہ مباحثہ کو التواء میں کون ڈال رہا ہے۔ اور گریز کون کر رہا ہے؟ کیا وہ جو آپ کے امیر کو ثالث ماننے کے لئے تیار ہے۔ یا آپ جو اپنے امیر کو ثالث ماننے سے ہر مرتبہ انکار کرتے رہے ہیں۔

(۵)

آپ کا یہ تحریر فرمایا۔ کہ "ان کا فیصلہ نہ قادیانی جماعت پر کچھ اثر ڈال سکتا ہے۔ اور نہ غیر احمدیوں پر" بھی سراسر خام عذر ہے کیونکہ اگر مولوی صاحب کا فیصلہ ایسا ہی بے اثر ہو گا۔ تو کیا اس کا مؤثر ہونا مناظرہ کے ارکان میں سے ہے؟ آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ دلوں پر اثر کرنے والی چیز مولوی صاحب کا فیصلہ نہ ہو گا۔ بلکہ وہ دلائل ہوں گے۔ جو مناظرہ میں تحریر ہوں گے۔ مولوی صاحب تو صرف یہ فرمائیں گے۔ کہ آیا ابو العطاء کو انعام ملنا چاہیئے۔ یا نہ۔ اور اس بارے میں ان کا فیصلہ ہر دو مناظروں سے تعلق رکھتا ہے۔ اور انعام کے دلائے جانے یا نہ دلائے جانے میں وہ پورے طور پر اثر انداز ہو گا۔ جب مناظرہ انفرادی ہے۔ تو اس میں انعام کے تصفیہ کا اثر افراد مناظرہ تک ہی ہو گا۔ اگر مولوی صاحب کے فیصلہ کا اثر بقول آپ کے "قادیانی جماعت اور غیر احمدیوں" پر نہ ہو گا۔ تو اس کی وجہ سے ہم ان کو ثالثیت سے جواب نہیں دے سکتے۔

دوم۔ آپ نے اس جگہ غیر مبائعین کے گروہ کا ذکر نہیں کیا۔ کیا مولوی صاحب کے فیصلہ کا ان پر بھی اثر ہو گا یا نہیں؟ اگر نہیں۔ تو کیوں؟ اور اگر ہو گا۔ تو کیا یہ اثر کافی نہیں۔ کیا اس کی خاطر ہی مجھے مولوی صاحب کو حکم ماننے پر زور دینے کا حق نہیں؟

سوم۔ جہاں تک انعام کا مناظرہ سے تعلق ہے۔ میں لکھ دوں گا کہ مجھے جناب مولوی صاحب کا حلفیہ فیصلہ دربارہ انعام بسر و چشم منظور ہو گا۔ اب بتلایئے آپکو کیا عذر ہے۔

(۶)

آپ ازراہ مغالطہ لکھتے ہیں کہ قادیانی لوگ "مولوی محمد علی صاحب کے اس فیصلہ کو "عداوتِ محمود" کا نتیجہ قرار دے لیں گے" اول تو مولوی صاحب اس جگہ "سب قادیانی لوگوں" کا سوال نہیں وہ جو چاہیں کہیں آپ کو ان سے کیا تعلق۔ آپ کا مجھ سے انفرادی تصفیہ ہو رہا ہے۔ اور میں اپنی جگہ انعام کے حصہ میں مولوی صاحب کے فیصلہ کو بسر و چشم منظور کروں گا۔ دوم۔ آپ تو لکھ چکے ہیں "بہتر یہ ہو گا کہ جناب خلیفہ صاحب قادیان کو ہی ثالث مان لیا جائے (۱۲/۱۴)" بتلایئے کیا اس وقت آپ اس اصول کو بھول گئے تھے۔ کہ غیر مبایعین آپ کے قول کے مطابق کیا کہیں گے۔ اگر آپ اس تجویز کے پیش کرنے میں سنجیدہ تھے۔ اور آپ کے نزدیک یہ معقول تھی۔ تو فرمایئے کہ میں نے جو سب سے اول جناب مولوی صاحب کو ثالث ماننے کی تجویز پیش کی تھی۔ آپ اس کو رد کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ یاد رہے کہ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کو ہی ثالث ماننے کی تجویز کو بھی تسلیم کر لیا تھا۔ جیسا کہ میرے متذکرۃ الصدر اقتباس سے عیاں ہے

(۷)

آپ نے لکھا ہے "میں اپنے مخالفوں میں سے ثالث مان کر بحث کرنے کو تیار ہوں باوجودیکہ ان میں سے بعض میرے دشمن ہیں" اگر آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ تو کیا ہمیں یہ حق نہیں؟ یہ تو آپ کا قول ہے۔ مگر عمل یہ ہے۔ کہ آپ اپنے امیر کو بھی ثالث مان کر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں۔ فرمایئے کیا تیار ہیں؟ اس وقت مجھ پر صرف یہ صادق آتا ہے۔ کہ میں مولوی محمد علی صاحب ایسے اپنے مخالف کو ثالث مان کر بحث کرنے کے لئے تیار ہوں۔ بہر حال اس عبارت سے آپ نے اصولاً ہمارے مطالبہ کو درست قرار دیا ہے۔ اس لئے آپ کا لکھنا۔ کہ مجھے حضرت امیر کے حکم ہونے پر کوئی اعتراض نہ ہوتا۔ اگر وہ میرے اور آپ کے نزدیک مسلمہ امیر ہوتے۔" قطعاً بے اثر ہے۔ جب آپ اپنے مخالف اور دشمنوں کو ثالث مان سکتے ہیں۔ تو میرے لئے مسلمہ امیر کی شرط کیوں لگائی جاتی ہے؟

(۸)

اس سے بھی آگے چلئے آپ لکھتے ہیں۔ "میں نے یہ بھی آپ کو اجازت دے دی۔ کہ قادیانی جماعت کے تین بڑے بڑے آدمیوں کو ہی حکم مان لو۔ اور (۱) جناب آنریبل سر چودھری ظفر اللہ خانصاحب (۲) جناب چودھری نعمت خان صاحب سشن جج (۳) جناب شیخ اعجاز احمد صاحب جج دہلی کے نام بھی پیش کر دیئے۔" (۱۲/۱۴) میں آپ کی اس تجویز کو بھی قبول کرونگا مگر پہلے یہ فرمایئے کہ کیا اس سے آپ نے اپنے سارے جوابات پر پانی نہیں پھیر دیا۔ اگر آپ مولوی محمد علی صاحب کے ثالث ماننے سے صرف اس لئے انکار کرتے ہیں کہ ان کا تعلق لاہوری فریق سے ہے تو پھر ان ہر سہ بڑے بڑے آدمیوں کو کس اصول کی بناء پر ثالث مانتے ہیں جبکہ وہ "قادیانی جماعت" میں سے ہیں؟ کیا اس طرز سے آپ کا مطلب یہ سمجھ لیا جائے کہ آپ کے نزدیک یہ تینوں اصحاب قادیانی ہونے کے باوجود بھی بلا رو رعایت منصفانہ فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ یہ "بڑے آدمی" ہیں۔ مگر جناب مولوی محمد علی صاحب امیر غیر مبایعین سے یہ توقع نہیں؟ مولوی صاحب! معاف فرمایئے میں طنز نہیں کر رہا۔ بلکہ جو نتیجہ منطقی طور پر نکلتا ہے اس کا ذکر کر رہا ہوں۔ کیونکہ جب آپ نے "قادیانی اصحاب" کو ثالث ماننے کی تجویز پیش کر کے اس اصل کو تسلیم کر لیا۔ کہ ہر مناظر اپنی مخالف جماعت میں سے بھی ثالث تجویز کر سکتا ہے۔ اس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ تو اب طبعی طور پر سوال پیدا ہو گا۔ کہ پھر آپ ابو العطاء کے پیشکردہ ثالث جناب مولوی محمد علی صاحب کو کیوں منظور نہیں کر سکتے؟ اس سوال کا جواب میرے نزدیک تو آپ کے اس فقرہ میں موجود ہے۔ جو آپ نے ہمارے ان تینوں احباب کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ لوگ ضرور جو حق ہے وہی فیصلہ کرینگے۔" (۱۱/۱۴) ۱۹

اگر آپ کو جناب مولوی صاحب کے بارے میں فی الواقع وہ خدشہ ہے۔ جو اس بیان سے مترشح ہو رہا ہے۔ تو آپ صاف طور پر لکھ دیں۔ میں کسی اور غیر مبایع دوست کا نام تجویز کر دوں گا۔ ورنہ اگر آپ اصرار کریں گے۔ تو میں مندرجہ بالا تینوں اصحاب کو یا ان میں سے کسی کو ثالث مان لوں گا۔

(۹)

بناء الفاسد علی الفاسد کی تازہ مثال قائم کرتے ہوئے آپ نے لکھا ہے۔ کہ

"جن وجوہات پر آپ جناب خلیفہ صاحب کے حکم ہونے کو پسند نہیں کرتے۔ انہیں وجوہات پر میں جناب مولانا محمد علی صاحب رضی اللہ عنہ کو حکم ماننے کو تیار نہیں ہوں۔"

میں تو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کو (اگر آپ چاہیں) حکم ماننا نہ صرف پسند کرتا ہوں بلکہ فخر سمجھتا ہوں۔ میری طرف از خود ناپسندیدگی منسوب کر کے مولوی محمد علی صاحب کو ناپسند کرنے کا اظہار کرنا موزون نہ تھا۔ انعام آپ نے رکھا ہے۔ بارِ ثبوت میرے ذمہ ہے۔ اس لئے یہ اچھا نہ تھا۔ کہ میں اپنے امام کو اس بارے میں ثالث تجویز کرتا۔ ہاں اگر آپ یہ تجویز پیش کریں۔ تو مجھے ہرگز انکار نہیں۔ اسی طرح یہ تو اچھا نہ ہوتا۔ کہ آپ اپنی طرف سے جناب مولوی صاحب کو ثالث مقرر کرتے۔ مگر جب میں خود ان کو تجویز کر رہا ہوں۔ تو آپ کا انکار کرنا اور بار بار انکار کرنا قطعاً معقول نہیں ہے۔

میں اب کہتا ہوں کہ جن وجوہات کی بناء پر آپ نے محترم آنریبل جناب سر محمد ظفر اللہ خان صاحب یا دوسرے "قادیانی احباب" کو حکم ماننا پسند ہے۔ کیا میں انہی وجوہات کی بناء پر جناب مولوی محمد علی صاحب کو حکم تجویز نہیں کر سکتا؟ اگر کر سکتا ہوں تو آپ اسے تسلیم کریں۔ اور اگر میں تجویز نہیں کر سکتا۔ تو اس کی وجہ بتلائیں۔

(۱۰)

آپ نے لکھا ہے۔

"میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ کہ مولانا محمد علی صاحب کی ذاتی رائے کیا ہے۔ آپ کو ان کے تقرر حکم پر زور دینا درست نہیں۔"

براہ کرم اس فقرہ کی توضیح فرمائیں۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ جناب مولوی صاحب کو اس لئے حکم بنانا نہیں چاہتے۔ کہ ان کی ذاتی رائے کچھ اور ہے یعنی چونکہ تبدیلیٔ تعریف نبوت کے بارے میں ان کی اور آپ کی رائے مختلف ہے۔ اس لئے آپ ان کو حکم بنانا نہیں چاہتے۔ اگر یہ بات سچ ہے تو اور بھی حیرت کا مقام ہے۔ کیونکہ اول تو بقول آپ کے تبدیلیٔ تعریف نبوت بنیادی مسئلہ ہے۔ اس میں ذاتی رائے کچھ اور ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ دوسرے بالفرض اگر مولوی صاحب کی رائے آپ سے اس بارے میں مختلف بھی ہے تب بھی آپ کو ان کی ثالثیت سے انکار نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ جب آپ "قادیانی بڑے بڑے آدمیوں" کو اختلاف رائے کے باوجود بقول خود ثالث ماننے کے لئے تیار ہیں۔ کیونکہ آپ کو یقین ہے کہ وہ ضرور حق فیصلہ کرینگے تو کیا آپ کو مولوی صاحب کے متعلق یہ یقین نہیں؟ میرے خیال میں تو ایسی صورت میں آپکو بہر حال جناب مولوی محمد علی صاحب کو ہی ثالث ماننا چاہیئے۔ اور اس سے آپ کو دوہرے فائدے کی توقع رکھنی چاہیئے یعنی اول تو خود جناب مولوی صاحب موصوف کی "ذاتی رائے" کی اصلاح ہو جائے گی دوسرے فیصلہ بھی درست ہو گا۔ کیونکہ آپ کا دعوےٰ ہے کہ "سختی یا پکا پن بھی دلائل حقہ کے سامنے بیکار رہ جائے گا۔" پس اب تو نہ صرف میں بلکہ غیر مبایعین کا ہر بہی خواہ یہی درخواست کرے گا۔ کہ جناب مولوی صاحب کو ہی ثالث ماننا چاہیئے۔ تا اس طرح ایک تیر سے دو شکار ہو جائیں۔ کیا اب بھی آپ مولوی صاحب کے حکم ماننے سے انکار کرینگے

(۱۱)

جو امور آپ نے ایسے لکھے ہیں جن کا شرائط مناظرہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ تعلق نہیں۔ ان کو نظر انداز کرتا ہوں۔

جو چھوٹی چھوٹی باتیں اختلافی ہیں۔ ان کے متعلق ثالث کے اہم معاملہ کے تصفیہ کے بعد فیصلہ ہو سکتا ہے۔ ہاں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی کے وحیٔ نبوت غیر تشریعی ہونے کے موضوع پہ بحث کا پھر ذکر کیا ہے۔ جناب مولوی صاحب! مجھے معاف فرمائیں۔ اگر میں اس تلخ حقیقت کا اظہار کروں کہ دراصل آپ کی عادت بن گئی ہے کہ آپ جوش میں آکر ایک چیلنج دیدیتے ہیں۔ بلکہ اس پہ انعام کا بھی اعلان کردیتے ہیں۔ لیکن جب کوئی معقول شخص اس چیلنج کو قبول کرلیتا ہے۔ تو بے جا اور طول طویل تحریرات سے موضوع کو خبط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور چونکہ لوگ اسی کام کے لئے فارغ نہیں ہوتے۔ اس لئے وہ آخرکار اعراض کر لیتے ہیں۔ وحیٔ نبوت کے موضوع میں بھی یہی ہوا تھا۔ مگر افسوس کہ اب آپ اسے اپنا کارنامہ سمجھ رہے ہیں۔ لیجئے میں پھر لکھ دیتا ہوں۔ کہ ہمارا دعوےٰ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وحی وحیٔ نبوت غیر تشریعی ہے۔ اگر آپ میں یا کسی اور عالم غیر مبایع میں جرأت ہے۔ تو اس پہ تحریری مباحثہ کرے۔ پانچ یا سات پرچے ہوں گے۔ پہلا اور آخری پرچہ مدعی کا ہوگا۔ کیا کسی نئی انجمن کی آڑ لینے کے بغیر آپ اس کو منظور کریں گے؟ دیدہ باید۔ مولوی صاحب! مجھے تو یقین ہے کہ تبدیلیٔ تعریف نبوت کے مناظرہ کے لئے جو شرائط طے ہو گئی تھیں۔ تو اس کا باعث بھی یہ تھا۔ کہ سید محمد امین شاہ صاحب آپ کو منوا لیتے تھے۔ ورنہ تو آپ، تو مدعی کے تصفیہ کے لئے بھی الجھ رہے تھے۔ حیرت ہے کہ ان مساویانہ شرائط کو آج بھی آپ ہماری "رعایت" کہہ رہے ہیں۔

(۱۲)

میں نے لکھا تھا کہ آپ جب جناب مولوی محمد علی صاحب کو تبدیلیٔ تعریف نبوت پہ محاکمہ کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔ اور اس محاکمہ کا نام آپ "ایک بحث" رکھتے ہیں۔ تو کیا یہ موزون نہ ہوگا۔ کہ آپ جناب مولوی صاحب کو مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے فیصلہ کن مناظرہ کے لئے آمادہ فرمائیں۔ آپ نے اس کے جواب میں جو لمبی تحریر لکھی ہے۔ اس کے بلیے جواب کا تو یہ موقعہ نہیں۔ آپ کے موجودہ رویہ اور $\frac{۱۲}{۴۰}$ ۵ ۲ کے خط والے جواب میں بڑا فرق ہے جیسا کہ اوپر دی ہوئی عبارتوں سے ظاہر ہے۔ آپ نے موجودہ طویل تحریر کا خلاصہ خود ہی یوں کر دیا ہے کہ:-

"میں اگر میاں صاحب کی جگہ ہوتا۔ تو مولانا محمد علی صاحب کا چیلنج فوراً منظور کرتا اور اگر میں مولانا محمد علی صاحب کی جگہ ہوتا تو پھر میں میاں صاحب کے چیلنج کو ان کی مرضی کے مطابق ہی منظور کر لیتا"۔

مولوی صاحب! آپ "میاں صاحب" کے تو مخالف ہیں۔ اس لئے ان کی جگہ ہونے کا تو سوال پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن جب آپ مولوی محمد علی صاحب کے ہم عقیدہ ہیں۔ تو ان کی جگہ ہونا تو ممکن ہے۔ آپ اول تو جناب مولوی محمد علی صاحب کو اس منظوری پہ آمادہ کریں۔ اگر آپ یہ کوشش کر کے ناکام رہ چکے ہوں۔ تو مطلع فرماویں۔ دوم۔ اگر مولوی صاحب اس چیلنج کو منظور نہ کریں۔ تو آپ اپنی انجمن کی منظوری سے کسی کو بطور نمائندہ انجمن ہی مقرر کروا دیں۔ تا پھر کم از کم دونوں طرف سے انجمنوں کے نمائندوں کے درمیان ہی نبوت حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ مباحثہ ہو جائے۔ کیا آپ اس کے لئے کسی کوشش کرنے کی امید دلا سکتے ہیں؟

(۱۳)

مجھے افسوس ہے۔ کہ چونکہ مسلمہ شرائط میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ حکم کے متعلق تصفیہ ہو جانے پہ تاریخ مناظرہ کا تعین کیا جائیگا اس لئے فی الحال اس تاریخ کا تعین نہیں کیا جا سکتا۔ میں نے اپنے مدعا کو صاف۔ واضح اور مدلل طور پہ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ آپ کی تحریروں سے آپ پہ اتمام حجت کر دی ہے۔ آپ بے شک میرے خطوط کو اخبار میں دے دیں۔ یا کسی منصف مزاج کے سامنے رکھیں۔ وہ یقیناً میری تائید کرے گا۔ آپ کے پاس اس کا قطعاً کوئی جواب نہیں ہے۔ کہ جب ثالث کا تقرر محض انعام کے دلانے یا نہ دلانے سے متعلق ہے۔ فریقین کے عقیدہ پہ اس کے فیصلہ کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ اور یہ مناظرہ بھی انفرادی ہے۔ تو آپ کو مولوی محمد علی صاحب کے ثالث مقرر کرنے میں کیا معقول عذر ہے؟ آپ کے وہ "مسلمہ امیر" ہیں۔ اور میں تحریر کئے دیتا ہوں۔ کہ انعام کے حصہ میں ان کا فیصلہ میں بلا چون و چرا تسلیم کروں گا۔ فرمائیے اب روک کیوں ہے؟

آپ نے اپنے خطوط میں "قادیانی جماعت" کے لوگوں کو ثالث ماننے کی تجویز پیش کرکے میرے حق میں ڈگری دے دی ہے۔ کیا اب بھی آپ حیل و حجت سے کام لیں گے؟ اب صرف آپ کی طرف سے روک ہے۔ اور اس روک کے دور کرنے میں آپ کا کوئی حرج نہیں ہے۔ آپ اگر دل سے اس تحقیقی مناظرہ کے خواہشمند ہیں۔ تو اب بھی وقت ہے اس معقول تجویز یعنے مولوی محمد علی صاحب کی ثالثی کو منظور فرمالیں۔ تو مناظرہ شروع ہو سکے۔

(۱۴)

میرے نزدیک غیر احمدیوں کے اس مسئلہ میں ثالث بنانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے آپ خواہ مخواہ ان میں سے "خدا ترس" یا عقیدہ نبوت میں ہمارے "ہمنوا" تلاش کرنے کی زحمت نہ اٹھائیں۔ آپ صرف مولوی محمد علی صاحب کو ثالث مان لیں۔ اور اگر کسی صورت میں بھی یہ آپ کو منظور نہیں تو مجھے یہ بھی منظور ہے کہ صرف آپ حلفیہ تحریری بیان دے دیں۔ کہ آپ کے نزدیک میرے دلائل سے میرا مدعا ثابت نہیں ہوا۔ اور میں انعام حاصل کرنے کا حقدار نہیں ہوں اور اگر آپ کو یہ بھی منظور نہ ہو۔ تو میں پھر بلا انعام بھی مباحثہ کے لئے تیار ہوں اور اگر آپ کو یہ دونوں صورتیں منظور نہیں۔ اور آپ کو "قادیانی جماعت" میں سے "بڑے بڑے آدمیوں" کے ثالث بنانے پہ ہی اصرار ہے۔ تو میں اس کو بھی منظور کر لوں گا۔ بہرحال میرا عزم ہے کہ مقدور بھر کوشش کروں۔ کہ آپ معقول تجویز کو منظور فرمائیں۔ تا یہ مناظرہ ہو جائے۔

آپ خواہ مولوی محمد علی صاحب کو ثالث تسلیم کریں جو میری اصل تجویز ہے اور جس کا ذکر شرائط مناظرہ کی تحریر میں بھی آچکا ہے۔ خواہ اپنے حلفیہ بیان پہ فیصلہ کو مان لیں۔ جیسا کہ میں نے علی سبیل التنزل ذکر کیا ہے۔ خواہ "قادیانی اصحاب" کو ثالث مانیں جیسا کہ آپ اصرار کر رہے ہیں۔ ہر صورت میں یہ بات بالصراحت لکھی جائے گی کہ فیصلہ کا تعلق صرف انعام کے دلائے جانے یا نہ دلائے جانے سے ہے۔ اور صرف اسی قدر فیصلہ میں مذکور ہوگا۔ عقیدہ کی صحت و عدم صحت سے اس فیصلہ کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔

جناب مولوی صاحب! میں نے آپ پہ اتمام حجت کر دی ہے۔ ؏

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

خاکسار:- ابو العطاء جالندھری

از قادیان دارالامان $\frac{۱۳}{۴۰}$ ۶

عہدیداران جماعتہائے احمدیہ فوری توجہ فرمائیں

قبل ازیں اخبار الفضل مجریہ ۱۵ر جنوری ۱۹۴۱ء میں اعلان شائع کیا جا چکا ہے۔ کہ چندہ جلسہ سالانہ میں ۲۵۵۰۰ روپے کے مقابلے میں مؤرخہ $\frac{۱}{۴۰}$ ۱۱ تک صرف ۱۷۱۴۰ روپے ۱۴ آنے ۹ پائی کی رقم وصول ہوئی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ اس کے بعد مؤرخہ $\frac{۱}{۴۰}$ ۱۹ تک صرف ۱۷۷۴۵/۱۵/۶ روپے کی رقم وصول ہوئی ہے۔ ابھی تقریباً ۷۷۵۴ روپے کی کمی ہے۔

لہذا عہدیداران جماعتہائے احمدیہ کی توجہ اس اعلان کے ذریعہ مبذول کرائی جاتی ہے۔ کہ وہ اپنا اپنا بقایا چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کر کے جلد تر مرکز میں ارسال فرمائیں۔

ناظر بیت المال قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور اصلاح خلق

مولوی ثناء اللہ صاحب اخبار اہلحدیث (۱۷ جنوری ۱۹۴۱ء) میں لکھتے ہیں۔

"خلیفۂ قادیان نے سالانہ جلسے میں بڑے فخر سے بیان کیا ہے کہ ہماری جماعت میں اس سال تین ہزار سے زیادہ آدمی داخل ہوئے ہیں۔ اگر یہ اطلاع صحیح ہے تو کوئی قادیانی یا لاہوری ہمیں بتلائے کہ مرزا صاحب نے جو دنیا کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تھا وہ اصلاح تین ہزار یا تین لاکھ مریدوں سے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے۔ تمام ہندوستان میں بت خانے اسی طرح بھرپور ہیں۔ مزارات پر میلے اور تماشے ہوتے ہیں جن میں ہر قسم کے کفر و شرک کا ارتکاب کیا جاتا ہے ہندوستان اور پنجاب کے لوگ عموماً ان میں سے مسلمان خصوصاً غلط کاریوں میں دن بدن ترقی کر رہے ہیں"

مولوی ثناء اللہ صاحب کے اس سوال کا جواب ہم اپنی طرف سے پیش کرنے کی بجائے ان کی اپنی تحریر سے ہی دیتے ہیں مولوی صاحب نے

هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین كله (سورہ فتح ع ۴) کی تفسیر میں لکھا ہے۔

"اسی خدا نے اپنا رسول ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ چونکہ خدا نے بمصلحت خود اس رسول کو بھیجا ہے۔ اس لئے وہ بحکمت ہی اس کی مدد کرتا ہے تاکہ اس نبی کو غیر اسلام سب مذاہب پر غالب کرے۔ تم دیکھ لوگے کہ تمہارے سامنے جتنے لوگ غیر اسلام مذاہب کے پیرو ہیں۔ سب اس کے سامنے جھک جائیں گے۔ تم یقیناً جانو ایسا ہی ہوگا" (تفسیر ثنائی جلد ۶ صفحہ ۱۶)

ان سطور کے پیش نظر مولوی صاحب اپنے سوال پر غور کریں۔ اور بتائیں کہ اس میں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر انہوں نے کیا ہے۔ وہاں اگر کوئی مخالف اسلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام رکھ کر یوں پیش کرے۔ کہ

"مسلمانو حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جو دنیا کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا تھا وہ اصلاح تین ہزار یا تین لاکھ مریدوں سے پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی ہے کیا تمہارے سامنے جتنے لوگ غیر اسلام مذاہب کے پیرو ہیں سب ان کے سامنے جھک گئے اور ایسے مسلمان ہو گئے ہیں؟ جیسے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بنانا چاہتے تھے؟ حالانکہ مزارات پر میلے اور تماشے ہوتے ہیں جن میں ہر قسم کے کفر و شرک کا ارتکاب کیا جاتا ہے ہندوستان اور پنجاب کے لوگ عموماً ان میں سے مسلمان خصوصاً غلط کاریوں میں دن بدن ترقی کر رہے ہیں" تو آپ اسے کیا جواب دینگے

مولوی صاحب نے مذکورہ بالا اعتراض کرتے ہوئے یہ بھی لکھا ہے کہ

"دین سے غفلت شعاری اور غلط کاری نے یہاں تک ترقی کر لی ہے کہ خلیفہ قادیان کو غیروں کی بابت نہیں بلکہ خاص اپنی جماعت کے حق میں اعتراف کرنا پڑا کہ ہماری جماعت میں صداقت اور دیانت نہیں ہے"

(الفضل ۱۹ اکتوبر ۱۹۳۵ء ص ۷)

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے اعتراض کو تقویت پہنچانے کے لئے مولوی ثناء اللہ صاحب نے خود ساختہ الفاظ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ ہم مولوی صاحب سے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ وہ یہ الفاظ ہماری جماعت میں صداقت اور دیانت نہیں ہے۔ "الفضل" ۱۹ جنوری ۱۹۳۵ء میں سے دکھائیں۔ جن میں آپ نے یہ دکھانا چاہا ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جماعت میں صداقت اور دیانت ہونے کی کلیتہً نفی کی ہے۔

امیدواران ملازمت صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع

مندرجہ ذیل امیدواران کو جن کی درخواستیں پرسنل اسسٹنٹ ناظر اعلےٰ کے پاس صدر انجمن احمدیہ کی ملازمت کے لئے آچکی ہیں۔ اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ ۲۶ جنوری ۱۹۴۱ء بروز اتوار ٹھیک دس بجے صبح مسجد اقصیٰ میں امتحان اور انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔ اور اپنے سرٹیفکیٹ (میٹرک یا مولوی فاضل) اور پنسل کاغذ۔ قلم دوات ہمراہ لائیں۔

(۱) غلام نبی صاحب ولد چوہدری برکت علی صاحب ٹھیکریوالہ متصل قادیان
(۲) محمد الدین صاحب ولد چوہدری حسین بخش صاحب غازی کوٹ ضلع گورداسپور
(۳) حبیب احمد صاحب ولد محمد صاحب سرائے نورنگ ، بنوں
(۴) فضل الٰہی صاحب ولد چوہدری فقیر محمد صاحب دیخوال ، گورداسپور
(۵) مبارک احمد صاحب انور ولد بدر دین صاحب قادیان
(۶) مرزا امجد بیگ صاحب ولد مرزا ارشد بیگ صاحب ،
(۷) محمد احمد صاحب ولد مولوی عبد العزیز صاحب ،
(۸) مرزا محمد اکرم صاحب ولد حکیم محمد اشرف صاحب لاہور
(۹) شمس الدین صاحب قادیان
(۱۰) مرزا منور احمد صاحب ولد مرزا برکت علی صاحب ،
(۱۱) عبد المجید صاحب ناصر ولد چوہدری نصیر الدین صاحب ،
(۱۲) عبد الرحیم خان صاحب ولد عبید اللہ خان صاحب ،
(۱۳) محمد طفیل صاحب ولد ماسٹر محمد چراغ صاحب کھارا متصل قادیان
(۱۴) چوہدری بشیر علی صاحب ولد چوہدری نواب الدین صاحب
(۱۵) محمد اسمٰعیل خان صاحب ولد مولوی فتح محمد خان صاحب قادیان
(۱۶) عبد القدیر صاحب ،
(۱۷) محمد یوسف صاحب ولد محمد اسمٰعیل صاحب ،
(۱۸) عطاء اللہ صاحب ولد چوہدری بدر الدین صاحب ،
(۱۹) محمد منظور احمد خان صاحب ولد منشی محمود خان صاحب لودہراں ضلع ملتان
(۲۰) بشارت احمد صاحب ولد عبد الرحمٰن صاحب دولمیال ، جہلم
(۲۱) قریشی عطاء اللہ صاحب ولد قریشی شیخ محمد صاحب قادیان
(۲۲) بشیر احمد صاحب ولد چوہدری نور احمد صاحب فتح گڑھ چوڑیاں ضلع گورداسپور
(۲۳) عطاء اللہ صاحب ولد میاں علی بخش صاحب ماہل پور ، ہوشیارپور
(۲۴) رحمت علی صاحب ولد چوہدری قاسم علی صاحب پھلور ، جالندھر
(۲۵) مرزا عبد الاحد صاحب نواسا پیر افتخار احمد صاحب قادیان
(۲۶) عبد الرحمٰن صاحب ولد چوہدری عبد اللہ صاحب ،

سکرٹری کمیشن برائے دفاتر صدر انجمن احمدیہ

خدام الاحمدیہ کا تیسرا سالانہ اجتماع

۶-۷ ماہ تبلیغ کو محرم کی چھٹیاں ہوں گی

مجلس خدام الاحمدیہ کا تیسرا سالانہ اجتماع مورخہ ۶-۷ ماہ تبلیغ ۱۳۲۰ھ مطابق ۶-۷ ماہ فروری ۱۹۴۱ء منعقد ہو رہا ہے۔ ان تاریخوں پر سرکاری دفاتر میں محرم کی چھٹیاں ہونگی۔ نارتھ ویسٹرن ریلوے کی طرف سے رعایتی ٹکٹ بھی جاری کئے جاتے ہیں۔ امید ہے کہ احباب اس موقع سے فائدہ اٹھائینگے۔ اور زیادہ سے زیادہ تعداد میں شامل ہونے کی سعادت حاصل کریں گے۔

خاکسار: خلیل احمد جنرل سکرٹری مجلس خدام الاحمدیہ

وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا

سیّاروں کی گردش

پیشتر ازیں یہ بتایا جا چکا ہے۔ کہ سیارے بیضوی دور میں سورج کے گرد چکر لگاتے ہیں۔ لیکن ممکن ہے۔ اس سے یہ غلط اندازہ کر لیا جائے۔ کہ سورج اس بیضوی دور کے عین وسط میں ہوتا ہے۔ اس لئے میں ذیل کی سطور میں اس امر پر روشنی ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ اگر ہم بیضوی دائرہ بنانا چاہیں تو حسب ذیل طریقہ سے بنا سکتے ہیں۔ ایک کاغذ کو میز پر رکھیں۔ اور اس پر دو چھوٹی باریک میخیں گاڑیں۔ پھر ایک دھاگہ لیں۔ جو اس قدر لمبا ہو کہ دوہرا کرنے کے بعد اس کی لمبائی دونو میخوں کے درمیانی فاصلہ سے کچھ زیادہ ہو۔ گرہ دینے کے بعد اس دھاگے کو دونوں میخوں کے گرد ڈال دیں اور ایک پنسل لے کر دھاگے کے اندر اندر دونوں میخوں کے گرد دھاگہ کے سہارے کے ساتھ پھیرنا شروع کریں تو کاغذ پر اس شکل کا بیضوی دور بن جائیگا۔ دھاگے کو اگر لمبا کریں تو اسکے مطابق بیضوی خم میں تغیر آ جائے گا۔
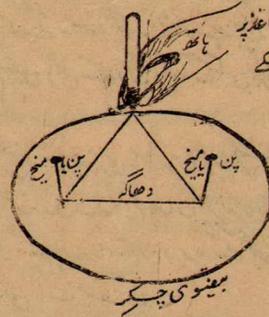
ہاتھ
پن یا میخ
دھاگہ
پن یا میخ
بیضوی چکر

پس سورج اس بیضوی دور کے درمیان میں نہیں بلکہ میخوں میں سے ایک میخ والی جگہ پر ہوتا ہے۔ اب قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ سورج کی کشش خصوصاً جب کہ سیارہ سورج کے نزدیک والے حصہ دور میں ہوتا ہے۔ کیوں اسے سورج سے نہیں ٹکراتی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ سورج کی کشش اثر انداز تو ضرور ہوتی ہے مگر اس کشش کے نتیجہ میں صرف سیارہ کی رفتار میں فرق پڑ جاتا ہے۔ یعنی جوں جوں سیارہ سورج کے قریب والے حصہ دور میں آتا ہے۔ توں توں اسکی رفتار تیز ہوتی جاتی ہے۔ حتے کہ سورج کے نزدیک کے خم پر نہایت ہی تیز ہوتی ہے۔ اور اس خم کو گزرنے کے بعد آہستہ ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ دور والے خم میں بہت آہستہ ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کی قدرت دیکھئے۔ کہ اپنے دور میں سیارہ دو مقامات پر سخت خطرہ میں ہوتا ہے۔ ایک جگہ وہ سورج سے نزدیکی خم میں ہوتا ہے۔ اور دوسرے جگہ وہ دور والے خم پر ہوتا ہے۔ اگر نزدیک کے خم میں ذرا بھی رفتار کم ہو جائے تو سیارہ سورج کے ساتھ ٹکرا کر فنا ہو جائے اور دور والے خم میں اگر رفتار ذرا بھی تیز ہو جائے تو سیارہ سورج کی کشش یعنی اپنے مدار سے ہی باہر نکل جائے۔

اس نقشہ سے بیان کردہ اصول کے سمجھنے میں زیادہ آسانی ہوگی۔

سیارے کا دور
نزدیکی خم
سورج
دور والا خم

ہماری زمین بھی چونکہ ایک سیارہ ہے۔ اس لئے اس کا دور بھی اسی قسم کا ہے۔ طوالت کے خوف سے میں تفصیل میں نہیں جا سکتا البتہ مختصراً عرض کرتا ہوں۔ کہ زمین کے اس قسم کے دور میں ہونے اور اس دور پر مشتری اور زہرہ کی کشش کے اثر کی وجہ سے گرمیوں اور سردیوں کے موسموں میں فرق ہوتا رہتا ہے۔ چنانچہ آج کل شمالی کرہ ارض میں موسم گرما (بہار وگرما) تقریباً ۱۸۶ دنوں کا ہے۔ اور موسم سرما (سرما وخزاں) تقریباً ۱۷۸ دنوں کا ہے۔ واضح ہو کہ شمالی کرہ ارض یعنی خط استوا سے شمال میں جب گرمیوں کا موسم ہوتا ہے تو جنوبی حصہ میں موسم سرما ہوتا ہے۔ پس ایک عرصہ دراز کے بعد جنوبی کرۂ ارض پر برف ہی برف ہوگی۔ کیونکہ آہستہ آہستہ گرمیوں کا موسم شمالی کرہ میں لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ اور اس کے مقابل جنوبی کرہ میں موسم سرما لمبا ہوتا جا رہا ہے۔ اور جب ایسی حالت آ جائے گی۔ تو جنوبی کرہ پر برفانی زمانہ (Ice age) آ جائے گا۔ ایک زمانہ تھا۔ جب کہ شمالی کرہ پر برفانی زمانہ تھا اور اس وقت جنوبی کرہ پر گرمی تھی۔ اور اس زمانہ میں شمالی کرہ میں موسم گرما کی لمبائی ۱۶۶ دن تھی اور موسم سرما ۱۹۹ دنوں کا ہوتا تھا۔ اور یہ زمانہ اب سے تقریباً پچاس ہزار سال پہلے تھا۔

خاکسار سید ظہور احمد شاہ ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن شجاع آباد

احمدیہ کیلنڈر کی قیمت میں خاص رعایت

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تجویز کردہ ہجری شمسی تقویم امسال بھی بصورت کیلنڈر شائع کی ہے۔

جس میں مہینہ کے نام رکھنے کی وجہ تسمیہ سلسلے کی تاریخی روایات سال بھر کے ایام تبلیغ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے امتحانات کی تاریخیں بھی درج ہیں۔ اور سنہ عیسوی اور ہجری قمری بھی ساتھ شامل ہے۔ یہ کیلنڈر بڑے سائز پر چار رنگوں میں نہایت دیدہ زیب صورت میں تیار ہوا ہے۔ اس کی اشاعت کرنا اور اسے پرکار بند ہونا اسلام اور احمدیت کی بہت بڑی خدمت ہے۔ قیمت اڑھائی آنہ کی بجائے ۲/ احباب اس رعایت سے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت ٹکٹوں کی صورت میں روانہ کرنے سے کفایت رہتی ہے۔ محصولڈاک فی کیلنڈر ۲/

مہتمم نشر و اشاعت نظارت دعوت و تبلیغ قادیان

بندوقوں کی ضرورت

خزانہ صدر کے پہرہ داروں کے لئے دو عدد سیکنڈ ہینڈ دونالی بندوقوں کی ضرورت ہے اگر کوئی دوست اپنی بندوقیں فروخت کرنا چاہیں۔ تو مجھ سے خط و کتابت کریں۔ اور تحریر فرمائیں۔ کہ بندوق کس ساخت اور کارخانہ کی ہے۔ کس حالت میں ہے۔ اور کم از کم کس قدر قیمت قبول کریں گے۔

فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال

لنڈن ۱۹ جنوری۔ وزارت جہازرانی کے پارلیمنٹری سیکرٹری نے ایک بیان میں کہا ہے کہ جب سے جرمنی نے فرانسیسی بندرگاہوں پر قبضہ کیا۔ برطانیہ کے جہازوں کے ہفتہ وار نقصان کی اوسط ۴۲ ہزار ٹن تھی۔ جو بعد میں نوے ہزار ٹن ہوگئی۔ تاہم ۳۹ء میں برطانیہ کے جو جہاز رواں تھے۔ ان میں سے ۷۰ فیصدی اب بھی رواں ہیں ہمیں مسلح جنگی جہازوں نیز فوج برداری کے لئے بہت سے جہازوں کی ضرورت ہے

لنڈن ۱۹ جنوری۔ ٹوکیو براڈکاسٹنگ کارپوریشن نے ہر روز رات کے پونے آٹھ بجے ہندوستانی میں خبریں نشر کرنے کا انتظام کیا ہے۔ سیام گورنمنٹ نے بنکاک ریڈیو سے سات بجے شام ہندوستانی میں براڈکاسٹ شروع کیا ہے۔

لنڈن ۱۹ جنوری۔ جرمن طیاروں کے انگلستان پر حملوں سے دنیا کے سب سے بڑے کتب خانہ کی بے شمار کتب تلف ہوگئی ہیں۔ کتب فروشوں کی فرموں کو بھی بہت نقصان پہنچا ہے۔ اندازہ ہے کہ چالیس لاکھ کتب ہیں صرف لنڈن میں نذر آتش ہوچکی ہیں۔ جن میں قریباً ایک ہزار نایاب نسخے تھے۔

علی گڑھ ۱۹ جنوری۔ ڈاکٹر سر ضیاء الدین صاحب نے ایک تقریر میں کہا۔ کہ علی گڑھ ایئر کلب نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر سال دو سو اعلیٰ درجہ کے ہوا باز تیار کر کے حکومت کی ایئر فورس میں شامل کرے۔

وشی ۲۰ جنوری۔ فرنچ گورنمنٹ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ آج مارشل پیتان اور ایم لاول میں ایک گھنٹہ تک ملاقات جاری رہی۔ اور دونو میں جو غلط فہمیاں تھیں۔ انہیں دور کرنے کی کوشش کی گئی۔

قاہرہ ۱۹ جنوری۔ سوڈان میں اطالویوں نے کسالی پر قبضہ کر لیا تھا جسے اب برطانی افواج نے واپس لے لیا ہے۔ اطالوی دستے سارے محاذ پر پیچھے ہٹ رہے ہیں۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

نیویارک ۱۹ جنوری۔ مسٹر جوزف کینیڈی نے جو برطانیہ میں امریکن سفیر تھے ایک تقریر میں کہا۔ کہ ہم اس حقیقت کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ کہ ہم کسی پر حملہ تو کیا۔ اپنے ڈیفنس کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔

دہلی ۱۹ جنوری۔ مرکزی حکومت نے درہ خیبر کا تمام علاقہ ممنوعہ رقبہ قرار دے دیا ہے۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ برطانی فوج کے دستے سوڈان میں اریٹریا کی سرحد کو پار کر کے کئی میل آگے بڑھ گئے ہیں اطالوی افواج بھاگ رہی ہیں۔ اور ہمارے سپاہی ان کا پیچھا کر رہے ہیں۔ لیبیا میں ہماری فوجیں ٹوٹے پھوٹے رستوں کو ٹھیک کر رہی ہیں۔ جو ہمارے طیاروں اور توپوں نے برباد کر دیئے تھے۔ طبروق کا محاصرہ کرنے والوں کو برابر کمک پہنچ رہی ہے۔ اس علاقہ میں دور دور تک اطالویوں کا پتہ نہیں۔ مشرقی لیبیا میں بھی ان کے ہوائی اڈے خالی ہیں۔

دہلی ۲۰ جنوری۔ آج مزید چار ہزار اطالوی قیدی سپاہی اور افسر ہندوستان پہنچے ایک افسر نے بتایا کہ یہ پیدل فوج سے تعلق رکھتے ہیں۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ بحیرہ روم کی لڑائی میں دخل دے کر جرمنی نے ایک مصیبت مول لے لی ہے۔ گزشتہ آٹھ روز میں اس کے ۸۷ ہوائی جہاز برباد ہو چکے ہیں۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ برطانیہ میں دشمن کے حملوں سے دسمبر کے مہینہ میں تین ہزار آٹھ سو شہری ہلاک اور پانچ ہزار زخمی ہوئے۔ دشمن کے طیاروں نے کل رات دیگر شہروں کے علاوہ ساؤتھمپٹن پر بھی حملہ کیا۔ جنوب مشرق کے کئی شہروں پر بھی بم گرائے۔ یہ حملے طلوع آفتاب سے کچھ دیر قبل تک جاری رہے۔ کل دشمن کے دو ہوائی جہاز گرائے گئے تھے۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ اٹلی کے فیشسٹ پارٹی کے ایک اخبار نے لکھا ہے کہ جرمنی ستر دن کے اندر اندر برطانیہ پر زور کا حملہ کرے گا۔ خود جرمنی کے کرتا دھرتا تو آج تک اس حملہ کی کوئی تاریخ معین کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ معلوم نہیں اٹلی کے اس اخبار کو کس طرح علم ہوگیا۔

دہلی ۲۰ جنوری۔ کامرس ڈیپارٹمنٹ کے نمائندوں نے آج یہاں غیر سرکاری مشیروں سے ہندوستان و برما کے سمجھوتہ کے متعلق بات چیت کی۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ برلن کے ایک سرکاری اعلان میں بتایا گیا ہے کہ آج ہٹلر نے مسولینی سے ملاقات کی تعجب یہ ہے کہ آج صبح ہی ایک جرمن افسر نے برلن ریڈیو پر تقریر کرتے ہوئے اس خبر کو جھوٹا بتایا تھا۔ اور کہا تھا کہ اسے اس ملاقات کا کوئی علم نہیں۔ مگر شام کو ہٹلر اور مسولینی کی ملاقات کا سرکاری طور پر اعلان کر دیا گیا۔ لنڈن میں اس ملاقات پر کسی تعجب کا اظہار نہیں کیا جا رہا کیونکہ برطانیہ دیر سے سمجھتا ہے کہ فیسی ازم کو تباہی سے بچانے کا اب مسولینی کے پاس صرف یہی راستہ رہ گیا ہے کہ وہ ہٹلر سے فوجی مدد کی درخواست کرے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ مسولینی کو ہٹلر کی یہ مدد کتنی مہنگی پڑے گی۔ اور ہٹلر کس حد تک یہ خطرہ مول لے گا۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ سیام اور انڈوچائنا کی لڑائی کے متعلق دونوں حکومتوں نے بالکل الگ الگ بیانات شائع کئے ہیں۔ سیام گورنمنٹ نے لکھا ہے کہ اس کے ہوائی جہازوں نے ایک فرانسیسی کروزر کو سخت نقصان پہنچایا۔ انڈوچائنا کی تین پلٹنوں کو مار بھگایا۔ اور کئی لوگ مقتول اور مجروح ہوئے۔

اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ شمال مشرقی علاقہ میں اس کی فوجیں بڑھتی جا رہی ہیں مگر انڈوچائنا کی حکومت نے اپنے اعلان میں یہ بتایا ہے کہ اس کے ہوائی جہازوں نے سیام کی کھاڑی میں چکر لگائے اور دو جنگی جہازوں کو ڈبو دیا۔ اس کے علاوہ اس کی فوجوں نے سیام کی افواج کو تتر بتر کر دیا۔ اور فوجی ٹھکانوں پر سخت بمباری کی۔

لنڈن ۲۰ جنوری۔ مسٹر ولکی جو دو روز امریکہ سے لنڈن روانہ ہونگے وہ مسٹر روزویلٹ کی طرف سے مسٹر چرچل کے نام ایک اہم پیغام لا رہے ہیں کل مسٹر ولکی نے ایک اخباری نمائندہ کو بیان دیتے ہوئے کہا کہ موجودہ جنگ سے امریکہ کے الگ رہنے کا سوائے اس کے اور کوئی طریق نہیں کہ وہ برطانیہ کو زیادہ سے زیادہ مدد دے۔

حیدرآباد ۲۰ جنوری۔ راجر مشن نے حیدرآباد دکن کا دورہ ختم کر لیا ہے۔ اس کے بعض ممبر دہلی اور بعض کلکتہ چلے گئے ہیں۔ مشن کے ارکان نے ان تمام کارخانوں کا معائنہ کیا جہاں لڑائی کا سامان تیار کیا جاتا ہے۔

لاہور ۲۰ جنوری۔ آج کرسمس کے بعد پنجاب اسمبلی کا اجلاس شروع ہوا۔ مگر ایک ممبر راؤ بہادر کیپٹن بلبیر سنگھ کی یاد میں بغیر کسی کارروائی کے اجلاس ملتوی ہوگیا۔

پشاور ۲۰ جنوری۔ ضلع پشاور کی جنگی کمیٹی کا اجلاس سوموار کو ہوگا۔ صوبہ سرحد کی اسمبلی کی مخالف پارٹی کے لیڈر سردار اورنگ زیب خان بھی شامل ہونگے۔

دہلی ۲۰ جنوری۔ ہفتہ کے روز چنکنگ سے ایک ہوائی جہاز کلکتہ پہنچا ہے جس میں دو افسر اس لئے آئے ہیں۔ کہ کلکتہ اور ہانگ کانگ کے درمیان ہوائی سروس کے بارہ میں گفت و شنید کریں۔ اگر یہ تجویز کامیاب ہوگئی تو کلکتہ سے ایک دن میں ہوائی جہاز کے ذریعہ

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور دفتر الفضل قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی